ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE: 2789-8784

ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com

ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.6,Issue No.1(2024)
(January to March)

اُردو قومی گیتوں پر پنجابی زبان کے اثرات

Effects of Punjabi Language on Urdu National songs

فرزانہ خدرزئی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج جناح ٹاؤن، کوئٹہ

ڈاکٹر بسمینہ

صدرِ شعبہ اُردو، شہید بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی، پشاور

ڈاکٹر کرن داؤد

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، سردار بہادر خان ویمنز یونیورسٹی، بلوچستان

Farzana khiderzai
Assistant professor, Department of Urdu, Govt. Girls Degree College Jinnah Town, Quetta
Dr. Bismina
Head of Urdu Department, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar
Dr. Kirn Dawood Butt
Assistant professor, Department of Urdu, SBKWU Balochistan, Quetta

Abstract:
In the early years of the pakistan movement and songs,the language that had the greatest impact on the national songs in Pakistani languages is the Punjabi language.After the formation of pakistan,the combination of changing values and new traditions,the face of national songs come out in a new form.National songs have features like reading,reciting and singing,because the way they arde written is such that they have to be sung too.This feature as further illuminated by the influence of Punjabi language.During the September war,once again the influence of Punjabi language was greater then other languages of pakistan on the national songs,because this attack was made on Lahore.Therefor,unlike other provinces,Punjab province was directly affected.Many national songs were written in Punjabi language with new colors and tunes. The impact of Punjabi language on national songs not only broadened their rich but also boosted national unity.

Keywords: National songs, Punjabi language, pakistan movement, singing, provinces, interrelation ships, national unity.

قومی گیتوں پر پاکستانی زبانوں کے الفاظ کے باہمی تعلقات کی ابتدا تحریک پاکستان سے ہی ہو چکی تھی۔ تحریک پاکستان کے زمانے میں اور گیتوں کے ابتدائی برسوں میں پاکستانی زبانوں میں جس زبان کے قومی گیتوں پر اثرات ثبت ہوئے وہ پنجابی زبان ہے۔ تحریک پاکستان کے کارکنان میں جذبہ حریت کی روح پھونکنے میں اردو کے ساتھ ساتھ پنجابی زبان نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ پنجابی وہ واحد پاکستانی زبان ہے جس میں کئی گیت تخلیق ہوئے ۔ گویا قومی گیتوں کی تخلیق کے ابتدائی دور میں پنجابی زبان نے اپنا حصہ

ڈالا۔ تاہم اس دور میں اردو میں الگ، جب کہ پنجابی میں اگرچہ اردو کی نسبت کم، مگر بہت سے گیت نگار شعرا نے اپنا حصہ ڈالا۔ البتہ اس دور میں ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں جس میں قومی گیتوں میں پنجابی زبان کے الفاظ کا استعمال ہوا ہو، لیکن جیسا کہ اردو کا پاکستانی زبانوں کے ساتھ بہت گہرا اور مضبوط رشتہ ہے اس لیے پنجابی زبان میں لکھے، ان گیتوں میں اردو کے بہت سے الفاظ ملتے ہیں۔ مجموعی طور پر تحریک پاکستان، قومی گیت اور پنجابی میں لکھے گیت ساتھ ساتھ چلے۔ تحریک پاکستان میں شامل شعرا کا کلام سرکاری ادارے شعبہ تحریک پاکستان محکمہ اطلاعات، حکومت پنجاب کے زیر اہتمام جنگ پبلیشرز سے چھپا۔ تحریک پاکستان کی جدوجہد کے دوران لکھے گئے گیت اس کتاب میں مرتب کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کا پہلا حصہ اردو گیتوں اور دوسرا حصہ پنجابی گیتوں پر مشتمل ہے۔ پنجابی حصے میں لکھے گیتوں کے عنوان اس طرح ہیں۔ سالار کارواں، جناح اتے آزاد، پاکستان دیاں تاراں، پاکستان ہووے، سیاست دی شطرنج، پاکستان ساڈا، حریت دا پرچم، پاکستان، مسلم لیگ دا پنجابی ترانہ، نعرہ پاکستان والا، بن کے رہوے گا پاکستان، اللہ کرم کماوے گا، چل چلئے، ان گیتوں میں پیشتر الفاظ اردو کے ہیں۔ پہلے گیت کے تو عنوان سے مکمل طور پر ایسا گمان ہوتا ہے کہ یہ اردو میں لکھا گیا ہے۔ دیگر گیتوں میں بھی سیاست، شطرنج، حریت، پرچم، ترانہ، نعرہ، بن کے، اللہ کرم، چل یہ تمام الفاظ اردو کے ہیں۔ میاں بشیر احمد کا لکھا معروف گیت لے کے رہیں گے پاکستان، کی طرز پر عبدالرحیم صحرائی نے گیت بن کے رہوے گا پاکستان لکھا۔ اس گیت کے اسلوب پر اردو کا اثر خاص طور پر دکھائی دیتا ہے:

"آؤرل کے نعرہ مارو پاکستان دی خاطر یارو
وار دیاں گے اپنی جان
بن کے رہوے گا پاکستان
پاکستان 'عالی شان"(۱)

پاکستان بننے سے پہلے یہ وہ علاقے ہیں جو مسلم اکثریتی تھے۔ اس لیے ان کا تذکرہ قومی گیتوں میں نئی بننے والی اسلامی ریاست کے تناظر میں کیا جاتا تھا۔ پاکستان، کے عنوان سے لکھا طالب جالندھری کا یہ گیت ۱۹۴۴ع میں لکھا گیا اور متعدد جلسوں میں پڑھا گیا۔ اس گیت میں پاکستان کے پانچوں صوبوں کا علاقائی نقشہ واضح طور سامنے آجاتا ہے:

"ساڈا وطن اے پنجاب تے بنگال آسام
نالے سندھ سرحد ایہہ بلوچستان
پاکستان پاکستان پاکستان پاکستان"(۲)

قیام پاکستان کے بعد نئے ماحول کے قریب ہونے اور اس کا رنگ اختیار کرنے کے لیے پاکستان کی دیگر علاقائی زبانیں بھی گامزن دکھائی دیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اردو اور پنجابی کی باہم قرابت دیگر پاکستانی زبانوں کی نسبت زیادہ ہے۔ ان دونوں زبانوں میں صرف و نحو، اسماو افعال اور دیگر خط و خال کا مطالعہ ساٹھ فی صد سے زیادہ الفاظ کا مشترک ہونا ثابت کرتا ہے کہ اُردو پنجابی زبان کے بہت قریب ہے۔ قیام پاکستان کے پس منظر میں اردو کے ساتھ ساتھ پاکستانی زبانوں میں خصوصا پنجابی زبان کا بھی برابر کا حصہ شامل ہے۔ اُردو ادب کے ساتھ پنجابی زبان میں بھی تحریک پاکستان کے سنہری نقوش محفوظ ہوئے۔ اُردو نے پاکستانی زبانوں کے اثرات تیزی سے قبول کر کے ہم آہنگی پیدا کرنے اور قومی تہذیب و تعمیر کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ وہاں اس نوعیت کے تخلیق کردہ نئے گیتوں نے مختلف زبانیں بولنے والوں کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑ کر زبان کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد نئے قومی

،سیاسی، سماجی اور معاشرتی شعور کے بدلنے کے ساتھ ساتھ اظہار کے طریقے بھی بدلتے گئے۔ نئی اقدار کے سامنے آنے کے بعد شعور کے نئے اسلوب اختیار کیے گئے۔ ایسی زبان اور ایسا اسلوب اختیار کیا گیا جو اجتماعی اقدار و روایات کو اپنے اندر جگہ دے سکے۔ قومی گیتوں میں پنجابی زبان و الفاظ کا استعمال کر کے بدلتی ہوئی قدروں کے تحت نئے تجربوں کے فنی اظہار کی نئی سطح دریافت کی گئی۔ ان بدلتی ہوئی قدروں اور نئی روایات کے امتزاج کے بعد قومی گیتوں کا چہرہ علاقائی زبانوں کے امتزاج سے نئی صورت میں سامنے آیا۔ جمیل الدین عالی کے لکھے اس گیت، یہ ہے پاکستان میں اس کی مثال ملاحظہ ہو:

"دین زمین سمندر دریا صحرا کوہستان
سب کے لیے سب کچھ ہے اس میں
یہ ہے پاکستان
اپنا
یہ ہے پاکستان
ساڈا
یہ ہے پاکستان"(۳)

بلاشبہ گیتوں میں یہ نیا انداز اور رنگ اختیار کر کے گیت نگار شعرا نے گیتوں کو تازگی بخشی۔ گیتوں میں پاکستانی زبانوں کے الفاظ و تراکیب کا استعمال کیا گیا اور بدلتی ہوئی قدروں کے تحت نئے تجربوں کے فنی اظہار کی نئی سطح دریافت کی گئی۔ گیتوں میں پاکستانی زبانوں کے ایسے الفاظ چنے گئے جن میں نہ صرف تازگی ہے بل کہ ہر لفظ کے پس منظر میں پوری تہذیب و ثقافت پوشیدہ ہے۔ ان میں وہ قوت اور توانائی ہے جس کی بہ دولت یہ قومی گیتوں میں زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اپنا، ساڈا، اساں جا، زموغہ، مئی من جیسے اردو اور پاکستانی زبانوں کے الفاظ اس گیت میں مستعمل ہیں۔ ان کا مفہوم اس گیت میں خوب صورتی سے ادا کیا گیا۔ قومی گیتوں میں پڑھنے، سنانے اور گانے جیسی خصوصیات ملتی ہیں، کیوں کہ ان کے لکھے جانے کا ڈھب ایسا ہے کہ انہیں گایا جانا بھی لازمی پڑتا ہے۔ یہ خصوصیات پاکستانی زبانوں کے اثرات سے مزید روشن ہوئیں۔

قیام پاکستان کے بعد جنگ ستمبر کے دوران ایک مرتبہ پھر قومی گیتوں پر پاکستان کی دیگر علاقوں کی نسبت پنجابی زبان کے اثرات مرتب ہوئے۔ کیوں کہ یہ حملہ لاہور پر کیا گیا تھا۔ اس لیے دوسرے صوبوں کے برعکس صوبہ پنجاب براہ راست متاثر ہوا۔ یوں اس دور میں پنجابی زبان کا معاشرے پر زبردست اثر پڑا اور اس اثر سے قومی گیت بھی الگ نہیں رہے۔ بہت سے گیت نئے رنگ و آہنگ کے ساتھ پنجابی زبان میں لکھے گئے۔ میرے ڈھول سپاہیا، اے پتر ہٹاں تے نئی ویکدے، میرا سوہنا شیر قصورنی، کرنیل نی جرنیل نی، مرے لاہور شہر دیاں خیراں، جیسے قومی گیتوں کی بہ دولت اردو اور پنجابی میں باہمی ارتباط، میل جول اور اتحاد کا بھرپور موقع ملا، جو آنے والے ادوار میں پھیل گیا۔ اس رجحان کے بعد قومی جذبہ بے دار ہو گیا۔ محبت کے سوتے پھوٹ پڑے اور دیگر پاکستانی زبانوں سے بھی باہم تاثر پذیری کی بہ دولت گیتوں کا ان زبانوں سے رشتہ مزید مستحکم ہو گیا۔ اس اثر پذیری کی بہ دولت گیت اپنا ایک الگ مزاج رکھنے لگے۔ قومی گیتوں نے چاروں صوبوں کی زبانوں کے اثرات قبول کر کے ان میں ایک نئے لہجے کو پروان چڑھایا۔ یوں گیتوں نے بے داری، یک جہتی اور ہم آہنگی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس جنگ کے نتیجے میں قومی بے داری اور ہم آہنگی کے بہت سے پہلو ارتقا پذیر شکل میں نظر آئے۔ اس کا بڑا ثبوت قومی گیتوں میں پاکستانی زبانوں کے الفاظ کی شمولیت ہے جن میں اشتراک اور ہم آہنگی

کے بہت سے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ پاکستان کی دیگر زبانوں کے مقابلے میں پنجابی زبان نے یہ قومی فریضہ زیادہ خوبی کے ساتھ پیش کیا۔ اس دور سے قبل پاکستانی قومیت کی بہ جاے علاقائی اور صوبائی قومیتوں کا پرچار کیا جارہا تھا مگر جنگ ستمبر کے دوران علاقائی تعصب سے مکمل طور پر اجتناب برتتے ہوئے ایک زمین، ایک قوم اور ایک ملک کے جذبات کا فروغ ہوا۔ قومی ارتقا کے لیے رنجشوں کو بھلا کر قومی یک جہتی کو اہم گردانا گیا۔ اس تناظر میں دیگر پاکستانی زبانوں نے بھی قومی یک جہتی میں اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ قومی گیتوں پر پاکستانی زبانوں کے اثرات سے عوامی جذبوں، رشتوں اور قومی امنگوں کی پاس داری ہوئی۔ یہ تمام پاکستانی زبانیں ایک دوسرے سے پیوست ہوتے ہوئے قومی اکائی یعنی اردو سے رشتہ استوار کرتی ہیں۔ پاکستان کے بہتر مستقبل، سرحدوں کے تحفظ اور دفاعی قوت کو اہم جان کر اپنا اپنا فرض بجالائیں۔ گیتوں میں مقامی روایت کو ہر زبان نے انفرادی طور پر اپنا کر قومی روایت سے تعلق قائم کیا۔ اس روایت کو اپناتے ہوئے پاکستان کی دیگر زبانوں میں گیت لکھے گئے جو اپنے اپنے علاقوں کے معروف فن کاروں کی آواز میں ریکارڈ ہو کر بہت مقبول ہوئے۔

۱۔　اے پاک وطن فرخ احمد بنگالی عبد العلیم، دل آرا ہاشم اور ساتھی

(یہ گیت سانحہ مشرقی پاکستان سے قبل لکھا گیا اور ریڈیو پاکستان ڈھاکہ سے نشر ہوا تھا)

قومی گیتوں میں پاکستانی زبانوں کے ایسے الفاظ کا استعمال کیا گیا جو اردو زبان میں جذب ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس طرزِ طریقہ سے گیتوں میں نئے لہجے، نئے صوتی آہنگ اور الفاظ کے نئے مطالب در آئے۔ ان زبانوں کے الفاظ کے استعمال سے اجنبیت کا شائبہ بالکل نہیں ملتا اور نہ ہی پاکستانی زبانوں کے الفاظ شعریت کو مجروح کرتے ہیں۔ اس نئے رجحان کے زیر اثر قومی گیتوں میں تیزی سے تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ سنسکرت اور ہندی الفاظ کے استعمال میں کمی آئی اس کی جگہ پاکستانی زبانوں کے الفاظ کا رجحان غیر محسوس انداز سے بڑھنے لگا۔ قومی گیتوں پر پنجابی زبان کے باہمی ارتباط اور تعلقات سے جو اثرات نمایاں ہوئے، یہ اثرات تین پہلوؤں سے دیکھے اور پرکھے جاسکتے ہیں:

۱۔ تسمیہ

۲۔ علاقائی اور ثقافتی عوامل

۳۔ نولفظیت

تسمیہ کی سطح پر قومی گیتوں نے پاکستانی زبانوں سے خوب استفادہ کیا جو ان دو زاویوں سے دکھائی دیا۔

اول۔ افراد کے ناموں کا بیان

دوم۔ مقامات اور عمارات کا بیان

اول۔ افراد کے ناموں کا بیان

قومی گیتوں میں جہاں پاکستانی زبانوں کے اثرات سے اپنے گرد و پیش کی اشیا اور سرزمین وطن کے مظاہر کو خصوصی اہمیت دی گئی وہاں پاک سرزمین کے ان چاروں صوبوں سے وابستہ اہم افراد و شخصیات کو بھی گیتوں کے باطن میں سمونے پر مائل کیا۔ یہ روایت اکیسویں صدی کی دہلیز تک پہنچنے پر اور مضبوط ہو جاتی ہے۔ باہمی اختلاط و ارتباط سے قومی زبان اردو اور پاکستانی زبانوں کی تہذیب و تمدن کے ارتقائے رنگوں میں ڈھلتے ہیں۔ قومی زبان پر پاکستانی زبانوں کی تہذیب و تمدن کے رشتے موثر انداز میں مرتب ہوئے۔ مختلف شخصیات، فقرا، اولیا، تہذیب و تمدن اور ثقافت، پاکستانی زبانوں کے اثرات سے قومی گیتوں میں منتقل ہوئے۔ پنجاب میں محبت کی چند

داستانوں نے جنم لیا جو ہمیشہ کے لیے امر ہو گئیں۔ سرزمین پنجاب کے صوفیا شعرا میں بابا فرید الدین گنج شکر، بلھے شاہ، خواجہ غلام فرید، سلطان باہو، شاہ حسین اور سوہنی مہیوال کے تخلیق کار فضل شاہ اور ہیر رانجھا کے خالق وارث شام کا نام پنجابی زبان کے اہم کلاسیکی شعرا میں آتا ہے۔ سوہنی مہیوال اور ہیر رانجھا کی عشقیہ داستانوں میں محبت کے ساتھ ساتھ پنجاب کے رہن سہن، تہذیب و ثقافت اور ریت رواج کی عکاسی کی گئی۔ ان صوفی شعرا کی عظمت پر نہ صرف پنجابی زبان میں گیت لکھے گئے بل کہ قومی گیتوں کا دامن بھی ان کے اثرات سے خالی نہ رہا۔ ان کی شاعرانہ عظمت کے قصے قومی گیت نگاری کی روایت میں قابل قدر اضافہ ہیں۔ امداد نظامی کے، وادی رچنا سے اقتباس ہے:

"ہیریں بیلے میں جگاتی ہوئی چاہت کا
فسوں
سو ہنیاں عشق کو دیتی ہوئی نذرانہ
خوں
وارثؔ و فضلؔ کے نغموں کا اچھوتا
آہنگ
مرغزاروں میں برستے ہوئے برواو
تلنگ
ارضِ تسکینِ نظر عرصہ گہِ راحتِ
عین
میکدے بانٹتے پھرتے ہیں فریدؔ اور حسینؔ
عشق و مستی کا جہاں رس بھرے گیتوں کا چمن
یہ مری وادیر چنا یہ حسیں ارضِ وطن"(۴)

ان کرداروں اور شخصیات کے توسط سے ایسی تلمیحات نے رواج پایا جن کا تعلق علاقائی ثقافتوں سے ہے۔ جن میں ایک مانوس فضا پائی جاتی ہے۔ ان تلمیحات کے استعمال میں نہ صرف محنت و ریاضت سے کام لیا گیا بل کہ اسلوب کے حوالے سے بھی نئے شعری آہنگ کا اشارہ دیا گیا۔ تسمیہ کے اس پہلو کے اثر سے قومی گیتوں کی زبان اور ماحول میں تبدیلی آئی۔ پاکستانی زبانوں کے اثرات سے قومی جذبات مزید نمایاں ہوئے۔ ان پاکستانی زبانوں کے معروف شعرا، صوفیا اور عشقیہ داستانوں کے اثرات کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جیسے جیسے گیت نگار شعرا کو اپنے تہذیبی ورثے کا احساس ہونے لگا اسی قدر یہ روایات قومی گیتوں میں داخل ہونے لگے۔

دوم۔ مقامات و عمارات کا بیان

قومی گیتوں میں مسلم اکثریتی علاقوں کے تذکرے کا وہ سفر جو قیام پاکستان سے قبل پنجابی گیتوں سے شروع ہوا۔ رفتہ رفتہ یہ قومی گیتوں کا لازمی حصہ بنتے گئے۔ ایک خاص وصف جو قومی گیتوں میں ابھرا وہ مقامی زبانوں کی شعری روایات کے مخصوص عناصر کا استعمال ہے۔ جن میں پاکستان کے صوبوں اور دیہی علاقوں کی خوبصورت بود و باش سے نقش ابھرتا ہے۔ ان گیتوں میں خالص پاکستانیت کی چھاپ نظر آتی ہے۔ قومی میل جول ہونے کے نتیجے میں قومی گیتوں پر پاکستان کے علاقائی اثرات ثبت ہوئے۔ ۱۹۶۵ء کے بعد گیتوں

میں مختلف علاقوں کے اثرات سے نئے تجربوں کا آغاز ہوا۔ اس جنگ کے بعد پاکستان کے صوبوں، شہروں، قصبوں سے جذباتی وابستگی کا شدید ترین جذبہ پیدا ہو گیا۔ اس دور میں اس وصف کا مظاہرہ ان معروف گیتوں میں دکھائی دیا۔

۱۔	آؤ بچو سیر کرائیں تم کو پاکستان کی	فیاض ہاشمی
۲۔	تیرا پاکستان ہے یہ میرا پاکستان ہے	بشیر فاروق
۳۔	جگ جگ جیئے میرا پیارا وطن	مسرور انور
۴۔	حسین ارضِ وطن	امداد نظامی
۵۔	یوں دی ہمیں آزادی کہ دنیا ہوئی حیران	فیاض ہاشمی
۶۔	یہ شہر کراچی لوگو مرے دل کا سندر خواب	خادم جعفری
۷۔	میں بھی پاکستان ہوں تو بھی پاکستان ہے	صہبا اختر

پاکستان کے ان چاروں صوبوں کی انوکھی شان ہے۔ انہیں ہر شاعر نے اپنے شعروں میں ڈھالنے کی سعی کی۔ یہ سلسلہ آج بھی کیف و مستی کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ قومی گیتوں میں پاکستان کے ہر رنگ کی بہار دکھائی دیتی ہے۔ امیر محمد جعفر کے لکھے گیت ،وطن، میں یہ رنگ ملاحظہ ہو:

"زندہ و پائندہ ہے اپنا وطن تو شان ہے
مجھ کو پیاری جان سے بھی ارض پاکستان ہے
چپہ چپہ سندھ کا پنجاب کا کشمیر کا
صوبہ سرحد جس طرح پیارا بلوچستان ہے"(۵)

یہ رنگ ایک منفرد شعری رنگ کی شہادت دیتا ہے۔ قومی گیتوں نے پاکستانی زبانوں اور تہذیب و ثقافت سے ہر سطح پر اثرات قبول کیے۔ ان اثرات کو نمایاں طور پر دیکھا اور پرکھا جا سکتا ہے۔ قومی گیتوں پر پاکستانی زبانوں کے الفاظ کے اثرات سے نہ صرف گیتوں کا دامن وسیع ہوا بل کہ قومی یک جہتی کو بھی فروغ ملا۔ ہر خطے اور علاقے سے تعق رکھنے والے شاعر نے کہیں چاروں صوبوں کو تو کہیں مخصوص صوبے یا علاقے کو چاہت کا وسیلہ بنا کر اپنے احساسات رقم کیے۔ پاکستان کی تاریخ اور جغرافیائی حدود میں اردو کی روایت بہت قدیم ہے۔ اس روایت میں عہد بہ عہد تیزی آنے لگی۔ پنجابی کے بعد قومی گیتوں پر پاکستان کی دیگر علاقائی زبانوں کے اثرات بھی ثبت ہونے لگے۔ پاکستان بننے کے بعد اس روایت سے نیا کام لیا گیا۔ یہاں کی زمین اور مٹی سے وابستگی اہم قومی فریضہ قرار پایا۔ اپنے مخصوص تہذیبی ورثے، ادبی روایات ارضِ وطن کی روح، فضا، مزاج اور قومی تشخص کا خیال رکھتے ہوئے پاکستانی زبانوں کے الفاظ کو قومی گیتوں میں برتا گیا مگر ایسے شعری ماحول میں جہاں بلوچستان، پنجاب، سرحد، سندھ کی علاقائی ثقافت کو قومی گیتوں میں جذب کرنے اور اترنے کی اجازت دی گئی وہاں لسانی اور علاقائی قومیتوں کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ان کی مکمل مذمت بھی کی گئی۔ اس کی مثال کے لیے ڈاکٹر جمال نقوی کے، قومی اتحاد، کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"زبان ایک، وطن ایک
اور قوم ہے ایک
نہ ہم ہیں سندھی بلوچی، نہ پنجابی اور پٹھان

جو تھے مہاجر اُن کا وطن بھی پاکستان "(۶)

پاکستان کی جغرافیائی حدود میں رہنے والی یہ قومیں، قومی سطح پر ایک ہیں۔ یہ قومی سطح ان تمام علاقوں میں بسنے والوں کو ایک گہرے رشتے سے منسلک کرتی ہے اور وہ رشتہ پاکستان سے استواریت کا گہرا رشتہ ہے جو دیگر علاقائی رشتے سے مقدم ہے۔ اس لیے پاکستان کے بقا اور تحفظ کے لیے علاقائی قومیت کی حوصلہ شکنی کی گئی۔ اس حوالے سے امیر محمد خان جعفر کے لکھے ہوئے قومی گیت، قومیت، کا اقتباس ملاحظہ ہو:

" کبھی پنجابی بنیں ہم کبھی پٹھان بنیں
حق تو ہے یہ کہ مسلمان، مسلمان بنیں
کبھی ہے فخر بلوچی کبھی سندھی پہ ہمیں
غیر جب ہم کو بنائیں تو ہم قرآن بنیں "(۷)

اکیسویں صدی میں ارد گرد پھلی افراتفری، دگرگوں حالات نے قومی یک جہتی کو اگرچہ کافی نقصان پہنچایا مگر اس دہشت گردی نے نیا جذباتی ہیجان بھی پیدا کیا۔ گیتوں کے اسلوب میں نت نئی تبدیلیاں پیدا کرنے کا راستہ کھل گیا۔ گیتوں کے توسط سے قومی یک جہتی کی روایت کو فروغ دینے کی بھی ہر ممکن سعی کی گئی۔ اپنا پاکستان، میں فیروز ناطق پاکستانی معاشرے کے حوالے سے یک جہتی کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں:

"جذبوں کی تصویر ہے یہ
جسم یہی ہے جان
خوابوں کی تعبیر ہے یہ
اس سے اپنی پہچان
رشتوں کی زنجیر ہے یہ
قائد کا فرمان
سندھی، مہاجر، پنجابی
بلوچی اور پٹھان!
ہم سب کی پہچان
اپنا پاکستان!"(۸)

اکیسویں صدی کی دہلیز تک پہنچتے پہنچتے جیسے جیسے معاشرہ تبدیلوں سے دوچار ہو رہا تھا۔ ویسے ویسے اظہار کے نئے وسائل اور ذرائع کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے شعرا نے نئے موضوعات اور لفظیات کو فروغ دیا گیا اور ایک نئی طرز فکر کا منظر نامہ پیش کیا۔ نئی لفظیات اور موضوعات کے پس منظر میں جو زبان استعمال ہوئی، یہ زبان و بیان پاکستان کے مخصوص رنگوں میں ڈھلا ہوا ہے۔ قومی گیتوں میں پاکستانی زبانوں کے اثرات سے ان کا ایک مخصوص اسلوب ابھرتا ہے۔ یہ اسلوب اپنے ماحول کی عکاسی کرتا ہے جس سے یہ حقیقت کھلتی ہے کہ گیت پر پاکستان کے کس علاقے کی زبان کے اثرات مرتب ہوئے۔ پاکستانی زبانوں کے اثرات سے قومی گیت ایک مخصوص تہذیبی رویے کی نمائندگی کرتے ہیں۔ بدلتی ہوئی قدروں کے تحت نئے تجربوں کے معنی اظہار کی ایک نئی سطح دریافت

ہوئی۔ گیت نگار شعرا نے غیر محسوس طریقے سے لسانی تشکیلات میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے براہوی، بلوچی، پشتو اور پنجابی کے الفاظ کا استعمال کر کے اردو کو ایک نیا آہنگ دیا۔

علاقائی ثقافتی عوامل

پاکستان متنوع ثقافت کا حامل ملک ہے۔ پاکستان کا ہر صوبہ اپنے اندر کئی ثقافتی رنگوں کو سمیٹے ہوا ہے۔ اب علاقائی ثقافتوں کے ساتھ ساتھ جدید ثقافتوں کو بھی اپنایا جا رہا ہے۔ ان علاقائی ثقافتوں میں زبان، لباس، کھانے پینے کی اشیا، مخصوص برتن، مٹی کے ظروف، شعر و ادب، موسیقی، رہن سہن، شادیاں، پیشے، رسومات شامل ہے۔ پاکستانی ثقافت کی یہ رنگارنگی ہم آہنگی کا باعث بنتی ہے۔ اس سے امن، رواداری اور محبت کو فروغ ملتا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد نئے ماحول، جغرافیائی حالات، زبان و ثقافت نے اردو پر اثرات ثبت کیے۔ پاکستانی زبانوں کے الفاظ کے وسیلے سے علاقائی ثقافتی عوامل بھی اثر انداز ہوتے دکھائی دیے۔ ثقافتی عوامل کے اظہار کے لیے علاقائی زبانوں کے ایسے الفاظ کا استعمال کیا گیا جو اردو میں جذب ہونے کی اور زندہ رہنے کی مکمل صلاحیت رکھتے ہیں۔ جن میں تازگی، زندگی، قوت اور توانائی ہے۔ ان الفاظ کے پس منظر میں پوری تہذیب و ثقافت پوشیدہ ہے۔ یہ الفاظ اپنے اندر گہری معنویت اور شعریت سموئے ہوئے ہیں اور اپنے اندر وسیع مفہوم رکھتے ہیں۔ پاکستان کے چاروں صوبوں میں بسنے والوں کا اپنا اپنا مخصوص لباس ہے۔ اگرچہ قومی لباس شلوار قمیص کو اہمیت دی جاتی ہے اور عموماً شلوار قمیص کا ہی انتخاب کیا جاتا ہے تاہم خواتین سر پر دوپٹہ اوڑھتی ہیں۔ پنجاب میں بوڑھے افراد کرتے کے ساتھ دھوتی باندھتے ہیں۔ قومی گیتوں پر پاکستانی زبانوں کے اثرات کی گہری چھاپ دکھائی دیتی ہے۔ گیتوں میں علاقائی زبانوں کے بہت سے الفاظ داخل ہوئے۔ ان زبانوں کے الفاظ کی شمولیت سے گیتوں کی زبان میں اپنی مٹی کی خوشبو، مسرت، بشاشت، مقامی و علاقائی رنگ ملتا ہے۔ اس طرح کا رنگ اختیار کر کے گیتوں کو یک رنگی اور یکسانیت کی بہ جائے رنگارنگی عطا کی گئی۔ شاعری کو ایک نئی زبان دی گئی۔ نئے نئے الفاظ کے اثرات سے گیتوں کے لہجے میں اس مخصوص علاقے کی زبان کا اثر آجاتا ہے۔ یہ رنگ غضنفر علی شاہد کے اس گیت بعنوان، ماہِ اگست کے لیے ملی نغمہ، میں ملاحظہ ہو:

"شاعر مشرق کا تو خواب پنج دریاؤں کا پنجاب
سندھ، سرحد، بلوچستان تیرا راکھا رب رحمان
زندہ باد اے پاکستان" (۹)

اس نوعیت کے گیت بہت مقبول ہوئے اس کی وجہ عوام کا مذاق ہے لوگ اپنی اپنی علاقائی زبانوں میں آمیز گیت پسند کرنے لگے۔ اس نوعیت کی شعوری کوششوں سے مفہوم تک رسائی اور معنی کے ابلاغ کا مسئلہ بھی درپیش نہیں آیا۔ میرے پیارے شہر کوئٹے، میں خادم جعفری نو لفظیت سے کام لیتے ہوئے کوئٹہ کو کوئٹے مخاطب کر رہے ہیں۔ لفظ کوئٹہ جب پشتو زبان میں بولا جاتا ہے تو کویتہ، کوئتہ، کوتہ یا کوئتے بولا جاتا ہے اور یہی لفظ پنجابی میں کوٹئے ہو جاتا ہے، کیوں کہ اردو میں اس لفظ کا الگ لہجہ اور تلفظ، جب کہ پشتو اور پنجابی میں الگ لہجے میں بولا اور لکھا جاتا ہے:

"تو شہر بلوچستانی
ہم سارے پاکستانی
ہم اُس مٹی کے پالے
ہم اس دھرتی کے بیٹے

میرے پیارے شہر کوئٹے"(۱۰)

قومی گیتوں میں پاکستانی زبانوں کے الفاظ کا استعمال کر کے سادہ زبان و اسلوب میں مدعا بیان کا گیا۔ مقامی الفاظ کے استعمال سے نہ صرف اس مخصوص علاقائی زبان کی تہذیب و ثقافت کو اجاگر کیا گیا بل کہ ان الفاظ کو سلیقے سے قومی گیتوں میں کھپا کر اس کا دامن وسیع کیا گیا۔ اردو لفظیات میں پاکستانی زبانوں کے الفاظ برت کر اسے نئی معنی دیے گئے۔ فکر و احساس کے نئے دریچے وا کرتے ہیں۔ ان الفاظ کی مدد سے پاکستان کے ہر صوبے، علاقے اور خطے کے جغرافیائی ماحول کو گیتوں میں ثبت کیا گیا۔ اس طرز سے سرزمین پاکستان سے جذبہ محبت کا منفرد انداز میں اظہار کیا گیا جس کے توسط سے حد درجہ اپنائیت اور مانوسیت پیدا ہوتی ہے۔ گیتوں میں ان الفاظ کو اس خوب صورتی کے ساتھ برتا گیا کہ پاکستان کے ہر صوبے اور علاقے کے مکینوں کے دل دھڑکتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ اس کی مثال سید ضمیر جعفری کے اس گیت، پت پیار، سے لی جاتی ہے جس میں چاروں صوبوں میں بولی جانے والی زبانوں کا خوب امتزاج پایا جاتا ہے:

"''تیری شان ''مدن ''تیرے کوہ گگن
تیری ریت چمن تیرے ذرے ''چن''
جُگ جُگ جیون روشن ''تھیون''
تیرے دَر، آنگن میری ارضِ وطن!"(۱۱)

ان میں علاقائی تشبیہات و استعارات کا بہ کثرت استعمال ہوتا ہے جس سے ان علاقوں کے رہنے والے ہی لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ یہ پاکستانی زبانیں اپنے اپنے علاقے کی مخصوص تہذیب اور وہاں کے علاقائی اثرات ورجحانات کی صحیح و سچی ترجمانی کرتی ہیں۔ سید ضمیر جعفری کے گیت میری چَھب میری چَھاں! کے اسلوب پر اردو، سندھی اور پنجابی کے تال میل سے جو نیا اسلوب ابھرا ہے ملاحظہ ہو:

"مِری پاک زمیں -مِری پاک زمیں
عنوان بنے گا جینے کا!
ہر قطرہ خُون پسینے کا!
تِرے گوٹھ، گراؤں، شہروں کو　　تری نہروں کو، تری لہروں کو
چُپ رستوں، گم میدانوں کو　　ان کھیتوں، ان کھلیانوں کو
گیتوں، گجروں سے بھر دیں گے!
تجھے جگمگ جگمگ کر دیں گے!
مرا نَم مِرا دَم، مری جاں ہے تُو مِری پَت مری چَھب مری چَھاں ہے تو
سدا سُکھ جیوے　　سدا خوش تھیوے
مری پاک زمیں!"(۱۲)

اس گیت میں چھاں سے مراد چھاؤں، گوٹھ، گراں سے مراد گاؤں، تھیوے سے مراد رہے اور لفظ جیوے جس کی اصل جیو ہے، جیسے الفاظ کے استعمال نے نئے لفظی اور لسانی امکانات سے معنوی تنوع پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ گیتوں میں یہ الفاظ پاکستانی

زبانوں کی گہری چھاپ کا پتہ دیتے ہیں۔ پاکستانی زبانوں، ان کے اطوار و طریق سے استعفادہ کر کے شعری لفظیات کو انفرادیت عطا کی۔ مقامی زبانوں کے الفاظ قومی گیتوں میں گھل مل گئے کہ وہ ہر عام و خاص کی بول چال کا حصہ بن گئے۔ موسیقی کے مختلف راگ اپنے اندر مختلف تاثر سمیٹے ہوتے ہیں۔ کچھ راگ خوشی اور سرمستی کا باعث بنتے ہیں تو کچھ اداسی اور حسرت کا تاثر لیے ہوئے ہیں۔ راگ تلنگ پنجابی لوک میں استعمال ہوتا ہے اور اس کا تاثر اداسی کا ہے۔ راگ پہاڑی نٹ کھٹ کیفیت پیدا کرتا ہے۔ سندھڑا سندھی کا راگ ہے جب کہ ٹپہ سرائیکی اور پشتو لوک کی قدیم اور بے مثال صنف شاعری ہے۔ پاکستان کے تمام صوبوں میں لوک موسیقی کا اپنا اپنا منفرد طریقہ ملتا ہے۔ امداد نظامی، "میرا پیارا پاکستان ہے" میں پاکستان کی ہر زبان اور ہر علاقے کے راگوں اور موسیقی کے سُر تالوں کو اس قومی گیت کے حصار میں سمیٹتے ہوئے کہتے ہیں:

"سُر سندھڑا سورٹھ کافی ہے یہ بھرو بھیرویں سوہنی ہے
ملہار تلنگ پہاڑی ہے یہ صوت ہے ٹپہ بولی ہے
سوروپ میں سُر کی شان ہے یہ
میرا پیارا پاکستان ہے یہ "(۱۳)

ان تمام گیتوں میں برتی جانی والی بھرو بھیرویں، پت، پہاڑی، ٹپہ، چھاں، چھپ، راکھا رب، سرسندھڑا، سورٹھ، سوہنی، صوت، کوٹئے، گراؤں، ملہار، تلنگ جیسی لفظیات گیت کی فضا کو پر کشش بناتے ہیں۔ ہر گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ قومی گیتوں پر پاکستانی زبانوں کے لسانی اور تہذیبی اثرات مرتب ہوئے۔ اردو اور پاکستانی زبانوں کے امتزاج سے قومی گیت تخلیق ہونے لگے پاکستانی زبانیں قومی گیتوں کے ساتھ ہر دور میں کسی نہ کسی حد تک مربوط نظر آتے ہیں۔ قومی گیت ان زبانوں کے اثرات سے الگ نہیں ہیں۔ قومی گیتوں میں پاکستانی زبانوں کے الفاظ کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے۔ پاکستانی زبانوں کے اثرات کی رفتار تیز تر ہو کر پاکستانی ثقافت کا اہم حصہ بنتی جا رہی ہیں۔ اس رجحان سے قومی گیت نئے ذائقے سے آشنا ہوئے۔ پاکستان میں اردو کو ہر جگہ عام رابطے اور بول چال کی زبان کا درجہ حاصل ہے۔ قومی زبان اردو اس قدیم ہندوستانی اردو سے آج بہت مختلف ہے جو کبھی گنگا جمنی تہذیب کی عکاس تھی۔ اب اس کا اپنا ایک مخصوص لب و لہجہ منفرد مزاج، لفظیات اور شناخت ہے۔ قومی گیت اب اس نئے ماحول، حالات اور تقاضوں کے عکاس ہیں۔

قومی گیت اسی تناظر میں اپنے مخصوص مزاج اور ماحول کی مناسبت سے متنوع صورتوں میں جلوہ گر رہے۔ ان زبانوں کے الفاظ کی جلوہ گری سے یہ گیت اپنے علیحدہ تشخص اور منفرد رجحان کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ قومی گیت پاکستانی زبانوں کے اثرات سے نئی صورت حال سے دوچار ہوئے۔ پاکستانی زبانوں کے اثرات سے گیتوں میں نئے فنی و فکری رجحانات سامنے آئے۔ ان زبانوں کے اثرات نے قومی گیتوں میں جدت اور تنوع پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ پاکستانی زبانوں کے الفاظ و تراکیب، استعارات و علامات سے قومی گیت آراستہ ہوئے۔ اردو گرد کے سماجی و معاشرتی موضوعات سے آراستہ علاقائی زبانوں کی تراکیب و استعارات کے نظام سے

تشکیل پانے والے گیتوں نے اپنا منفرد اور نیا رنگ پیدا کیا۔ جیسے جیسے وقت اور حالات تغیر و تبدیلی کا شکار ہوئے گیت بھی تبدیلیوں کی نئی منزلوں سے روشناس ہوئے۔ اکیسویں صدی میں پاکستان کو پاک بھارت جنگوں جیسے کسی بڑے قومی المیے کا اگرچہ سامنا نہیں کرنا پڑا مگر اس کے بعد ایسے بہت سے گیت لکھے گئے جن میں پاکستانی زبانوں کا اثر برابر دکھائی دیا۔ رواں صدی تک پہنچتے پہنچتے قومی گیتوں کی شعری روایت پاکستان کے مقامی رنگوں میں مکمل رنگی ہوئی ہے۔ گیتوں میں اُردو، پاکستانی زبانوں اور عوامی لہجے، مقامی الفاظ نے ایک خوبصورت آہنگ دیا۔ علاقائی اور مقامی الفاظ اردو میں وسعت پذیری اور حسن پیدا کرتے ہیں۔ اس طرح قومی گیت، پاکستانی تہذیبی مزاج اور مقامی شعری آہنگ کی شمولیت سے اپنے لیے نئی راہیں استوار کرتے چلے گئے۔

حوالہ جات

۱۔ عبدالرحیم صحرائی، گیت بن کے رہوے گا پاکستان، (مرتب)، شعبہ تحریک پاکستان محکمہ اطلاعات حکومت پنجاب، جنگ پبلیشرز، مشمولہ آزادی کے ترانے، سن ندارد، ص:۱۳۲

۲۔ طالب جالندھری: پاکستان، (مرتب)، شعبہ تحریک پاکستان محکمہ اطلاعات حکومت پنجاب، جنگ پبلیشرز، مشمولہ آزادی کے ترانے، سن ندارد ص:۱۲۷

۳۔ جمیل الدین عالی، جیوے جیوے پاکستان، کراچی، فضل سنز لمیٹڈ، ۱۹۸۸ء، ص:۸۱

۴۔ امداد نظامی، چشمۂ کہسار، وجدان پبلی کیشنز، کوئٹہ، کراچی، ۲۰۰۵ء، ص:۲۰

۵۔ امیر محمد جعفر، پروفیسر، گلزار تبسم، کوئٹہ، ۲۰۰۰ء، ص:۱۷

۶۔ جمال نقوی، ڈاکٹر، نئے دن کی بشارت، ایکٹو لٹریری سوسائٹی، کراچی، ۲۰۱۵ء ص:۲۴

۷۔ امیر محمد جعفر، پروفیسر، گلزار تبسم، کوئٹہ، ۲۰۰۰ء، ص:۲۷

۸۔ فیروز ناطق، خسرو، آنکھ کی پتلی میں زندہ عکس، جہانِ حمد پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص:۲۱۶

۹۔ غضنفر علی شاہد، ماہ اگست کے لیے ملی نغمہ گست، (مشمولہ)، ماہ نامہ ہلال، آئی ایس پی آر، راولپنڈی پاکستان، جلد ۴۸، شمارہ ۲۰۱۱، ۲ء، ص:۴۵

۱۰۔ خادم جعفری، میر اچن تارا، ایس ٹی پرنٹرز، راولپنڈی، ۱۹۹۲ء، ص:۱۰۴

۱۱۔ ضمیر جعفری، سید، کھلیان، باب العلم گنج کمال، لاہور، ۱۹۸۰ء، ص:۶۳

۱۲۔ ضمیر جعفری، سید، میرے پیار کی زمیں، آرمی ایجوکیشن پریس، راولپنڈی، ۱۹۷۵ء، ص:۹۷

۱۳۔ امداد نظامی، چشمۂ کہسار، وجدان پبلی کیشنز، کوئٹہ۔ کراچی، ۲۰۰۵ء، ص ۲۵

References in Roman Script:

1. Abdur Rahim Sahrai, Geet bin ke rahwe ga Pakistan, (Muratab),Shoba Tehreek-e-Pakistan , Mahkma Itlaat Hakoot Punjab, Jang Publishers,Azadi Kay Tiranay, Sun Nidard, p:132
2. Talib Jalandhri: Pakistan, (Muratab),(Muratab),Shoba Tehreek-e-Pakistan , Mahkma Itlaat Hakoot Punjab, Jang Publishers, Azadi Kay Tiranay, No. 127
3. Jameel-ud-din Aali, Jeevay Jeevay Pakistan, Karachi, Fazal Sons Limited, 1988, p: 81
4. Imdad Nizami, Chashma Kohsar, Wajdan Publications, Quetta, Karachi, 2005, p:20
5. Ameer Mohammad Jafar, Professor, Gulzar Tabassum, Quetta, 2000, p:71
6. Jamaal Naqvi, Dr.,Naye Din Ki Basharat, Actuarial Society, Karachi, 2015, p:24
7. Amir Muhammad Jafar, Professor, Gulzar Tabasim, Quetta, 2000, p:72
8. Feroze Natiq, Khosroo,Aakh ki Patli mien Zinda Aks, Jahan-e-Hamd Publications, Karachi, 2017, p: 216
9. Ghazanfar Ali Shahid,Mah August Kalye Milli Naghmay, (Mashmola), Monthly Hilal, ISPR, Rawalpindi Pakistan, Volume 48, Issue 2, 2011, p: 45
10. Khadim Jafri, Meera Chan Tara, ST Printers, Rawalpindi, 1992, p:104
11. Zameer Jafari, Syed: "Khalyan", Bab-ul-Ilm Ganj Kamal, Lahore, 1980, p:63
12. Zamir Jafari, Syed, Mere Pyaar Ki Zameen, Army Education Press, Rawalpindi, 1975, p:97
13. Imdad Nizami, Chashma-e-Kohsar, Wajdan Publications,2005,p:25